سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إنَّ الرجلَ لتُرفَعُ دَرَجتُهُ فِي الجنةِ فيقولُ : أنَّى لي هَذا ؟ فيُقالُ: بِاستغفَارِ وَلَدِكَ لَكَ ، (صحيح الجامع : ١٦١٧) ,,جنت میں آدمی کے درجات بلند کردئے جائیں گے، وہ کہے گا، میرا مقام کیسے بلند کردیا گیا؟ کہا جائے گا، تیرے لئے تیری اولاد کا استغفار اور مغفرت طلب کرنے کی وجہ سے،، ہر مربی کو چاہئے کہ اپنی دنیا وآخرت کی کامیابی کے لئے بہترین پودا لگائے، اس کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کرے، یقیناً اس کا ثمرہ اور فائدہ اسے بہتر شکل میں ملنے والا ہے، مگر افسوس! کہ انسان مادیت اور مفاد پرستی کا کس قدر غلام بن چکا ہے کتنے والدین ہیں جو اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت میں بھی تاجرانہ ذہنیت کے حامل ہوتے ہیں، وہ اولاد کی تربیت اسی سوچ اور فکر کے ساتھ کرتے ہیں کہ ہماری اولاد بڑی ہوکر ایک دودھاری گائے کے مثل ہو، دین اور آخرت کی کامیابی سے بے پروا، پوری توجہ اسی پہلو پر مرکوز ہوتی ہے کہ اگر ہم فلاں ڈگری اور کورس کرواتے ہیں تو اس مسابقاتی دور میں ہمارا بچہ دوسروں سے پیچھے نہیں رہے گا، یہی وجہ ہے کہ ہمارا بچہ SSC اور بارہویں میں ہوتا ہے مگر اسے کلمہ توحید کا صحیح ترجمہ تک نہیں معلوم ہوتا، بنیادی اذکار اور دعائیں نہیں یاد ہوتیں، مختلف جگھوں پر منعقد ہونے والے سمر تربیتی کیمپوں میں شریک ہونے والے اسٹوڈنٹس کی دینی معلومات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے، آخر اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اور ایسی اولاد سے والدین کیا امید رکھتے ہیں، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص نے آکر شکایت کی میرا بیٹا نافرمانی کرتا ہے آپ نے طلب کیا، بیٹے نے پوچھا: امیر المومنین، کیا اولاد کا بھی والدین پر کچھ حق ہے؟ عمرؓ نے فرمایا: ہاں! اچھی ماں کا انتخاب کرے، اچھا سا نام رکھے، اور قرآن کی تعلیم دے،، اس بیٹے نے کہا: میری ماں ایک مجوسیہ ہے، میرا نام ,,کمل یا جعل،، (کھٹمل) ہے، اور میرے باپ نے مجھے قرآن کی ایک حرف کی تعلیم نہیں دی ہے، سیدنا عمرؓ نے درہ اٹھایا اور باپ سے مخاطب ہوئے، ظالم! جب تم نے اپنے بیٹے کے حقوق کو ضائع کردیا ہے، پھر کیسے امید رکھتا ہے کہ وہ تیرا فرمانبردار بن کر رہے،،

اولاد کے بگڑنے اور فسادزدہ ہونے کے اسباب کیا ہیں، کہا جاتا ہے: ,,ان الوقاية خير من العلاج ،، پرہیزی علاج سے بہتر ہے،، ہر ماں باپ کو یہ بات گہرائی سے جاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بچے والدین کا باغی اور نافرمان کیوں بنتے جارہے ہیں؟ اس کی اصلاح اور درستگی کیسے ممکن ہے، یادرکھو! بچوں کی تربیت کے کچھ مراحل ہیں، اگر ہم نے اس مرحلے کو ضائع کردیا تو بعد میں کفِ افسوس ملنے کے سواء کچھ نہیں کرسکتے، اسی لئے علماء لکھتے ہیں کہ بچوں کی تربیت کے عموماً تین مراکز

ہیں: گھر، اسکول، سماج اور معاشرہ، ہمارا بچہ ان تینوں جگھوں سے بہت کچھ حاصل کرتا سیکھتا اور اسی کے گہوارے میں تربیت پاتا ہے، اس لئے اگر گھروں کا ماحول درست ہوگا، والدین شریعت اور دینی احکامات کے پابند ہونگے، عریانیت، فحاشی، گانے بجانے اور فلم بینی سے ہمارا گھر پاک ہوگا، تو لازمی امر ہے کہ ایسے ماحول کا اثر بچے کی طبیعت پر ضرور قائم ہوگی، یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو جنسی خواہشات کو ابھارنے والی چیزوں سے حتی الامکان بچائیں، آج ہمارے گھروں کی صورتحال انتہائی ابتر ہوچکی ہے، پوری فیملی ایک ساتھ بیٹھ کر نیم عریاں عشق ومحبت کے گندے مناظر دیکھتے اور اپنے بچوں کو دکھاتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بچے جب دس سال کی عمر کو پہونچ جائیں تو ان کے خوابگاہوں کو جدا کردو،، اس میں یہ لطیف اشارہ موجود ہے کہ شہوت کی تحریک اور جنسیات کے راستوں سے انہیں بچاؤ، بچپن ہی سے ان کے نفوس میں عفت وحیاداری کا بیج ڈالو، اسی طرح اسکول اور کالجوں کی مخلوط تعلیم، وہاں کا کلچر اور ماحول جس سے ہم بخوبی واقف ہیں، ایسے ہی انسان جس معاشرے میں رہتا بستا ہے، وہاں کی تہذیب وثقافت کو قبول کرتا ہے، اس لئے ان تینوں مراحل میں خاص طور پر بچوں کی نگرانی کرو، بچوں کے بگاڑ وفساد کے بہت سے وجوہات ہیں جن میں سے چند بنیادی اسباب یہ ہیں:

١) والدین کا تعلیم وتربیت میں کوتاہی برتنا، ان کی مسلسل نگرانی نہ کرنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی عمر کو پہونچ جائیں اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں تو ان پر سختی کرو، اور ان کے بستروں کو جدا کردو (صحيح الجامع : ٥٨٦٨) امام بغویؒ ,,شرح السنة،، میں نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: على الآباء والامهات أن يؤدبوا أولادهم ويعلموهم الطهارة والصلاة ، ويضربوهم على ذلك اذا عقلوا (ج٢ص: ٤٠٨) ماں باپ پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کو ادب سکھائیں انہیں طہارت اور نماز کی تعلیم دیں، اور جب وہ عقل وتمیز کی عمر کو پہونچ جائیں تو کوتاہی کرنے پر ماریں،، رسول اکرم ﷺ بچوں پر کڑی نظر رکھتے تھے جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے: سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک رات میں اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے شہر میں تھا، رسول اللہ ﷺ شام ہونے کے بعد (مغرب یا عشاء کی نماز کے بعد) گھر میں داخل ہوئے تو آپ نے گھر والوں سے پوچھا: أصلَّى الغُلامُ ،، کیا بچے نے نماز پڑھ لی ہے، کہا ہاں اللہ کے رسول، تب آپ اپنے بستر پر

تشریف لے گئے (صحيح ابو داؤد : ١٣٥٦) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے ماتحتوں کے بارے میں بازپرس کرتے تھے، اسی طرح ربیِّع بنت معوّذ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب روزہ فرض ہوا تو ہم روزہ رکھتے اور ,,نُصَوِّمُ صِبيانَنا ، اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے، اور ان کے لئے اون کے کھلونے رکھتے، جب وہ رونے لگتے تو ہم کھانا دینے کے بجائے اسی سے افطار تک چپ کراتے،، (بخاری ١٩٦٠) جس سے صحابیات کا یہ عمل معلوم ہوتا ہے کہ اپنے چھوٹے بچوں کو بھی عبادات کا عادی بناتی تھیں، لاڈ وپیار، شفقت ومحبت کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ نے یہ بھی تعلیم دی ہے: کوڑے کو ایسی جگہ لٹکا کر رکھو کہ گھر والوں کی نظر کے سامنے رہے، یہ کوڑا اہل خانہ کے لئے ادب کا کام کرے گا،، (صحيح الجامع : ٤٠٢٢ حسن) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ کتنی سختی کے ساتھ اپنے اہل وعیال کی نگرانی کرتے تھے: ,,آپ کا معمول تھا جب لوگوں کو کسی بات سے منع کرتے تو پہلے اپنے گھر والوں کو جمع کرکے یہ حکم دیتے کہ میں نے لوگوں کو فلاں فلاں کام سے روکا ہے، اور لوگ تمہاری طرف ایسے ہی دیکھتے ہیں جیسے پرندہ گوشت کی طرف دیکھتا ہے، اگر تم اس کا ارتکاب کروگے تو عام لوگ بھی کریں گے، اور اگر تم ڈروگے تو لوگ بھی بچیں گے، اللہ کی قسم! اگر تم میں سے کسی نے اس کی مخالفت کی تو دوسروں کے بالمقابل تمہیں دوہری سزادوں گا (محض الصواب : ٣/ ٨٩٣)

٢) بری صحبت: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ولا تمشِ معَ الفاجِرِ فيُعَلِّمَكَ مِنْ فُجُورِهِ (الآداب الشرعيه لابن مفلح) فاسق وفاجر کی صحبت میں نہ اٹھو بیٹھو، وہ تمہیں اپنے فسق وفجور سے کچھ نہ کچھ دے دے گا،، اچھی بری صحبت کا اثر انسان قبول کرتا ہے، ہمارا بچہ پاس پڑوس کے بچوں کے ساتھ کھیلتا، اٹھتا بیٹھتا، گھومتا پھرتا ہے، یہ لازمی چیز ہے کہ اس کی صحبتوں کا اثر قائم ہوگا، اس لئے والدین کو ابتداء ہی سے نگرانی کرنی چاہیے کہ ہمارا بچہ کن بچوں کے ساتھ رہتا ہے، اس کے دوست اور ساتھی کس طرح کے لوگ ہیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: صرف مومن کی صحبت اختیار کرو، اور تمہارا کھانا متقی آدمی ہی کھائے، (ترمذی: ٢٥١٩، حسن) ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ,,آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس اسے چاہیے کہ دیکھ بھال کر دوستی کرے،، (صحیح الجامع: ٣٥٤٥، حسن) انسان جس کسی کے ساتھ بود وباش اختیار کرتا ہے اس کی صحبت سے ضرور متاثر ہوتا ہے، نبی کریم ﷺ نے مثال دے کر سمجھایا، اچھے اور برے ساتھی کی مثال: عطر فروش اور بھٹی دھونکنے والے کی

طرح ہے، پس عطر فروش یا تو تمہیں خوشبو ہدیۃ دے گا، یا تو تم اس سے خرید لوگے، اور اگر ایسا نہیں تو کم سے کم اچھی خوشبو سے مستفید ہوگے، اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے کو جلادے گا، یا تو تم اس کی بدبو پاؤگے، (بخاری: ۵۵۳۴) امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ,,اس حدیث میں صالحین کی صحبت اختیار کرنے، اچھے اخلاق وعادات اور علم وادب کی مجلسوں میں بیٹھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اہل بدعت اور برے لوگوں کی مجلسوں سے منع کیا گیا ہے،، (نووی) کتنے ایسے لوگ ہیں جو اچھی صحبتوں میں اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے نیک اور صالح بن جاتے ہیں، اور کتنے اچھے لوگ بری صحبتوں میں پڑ کر تباہ وبرباد ہوجاتے ہیں اس لئے ہر ماں باپ اپنے بچوں کو بری صحبتوں سے بچانے کی فکر کریں

۳) فراغت اور فرصت کے اوقات: جب آدمی فارغ البال ہوتا ہے، کوئی کام اور مشغولیت نہیں ہوتی تو شیطان ایسے دل ودماغ میں مختلف قسم کے وساوس ڈالتا اور بآسانی شکار کرلیتا ہے، خاص کر نئی عمر کے بچوں اور بچیوں کے لئے یہ چیز فساد اور بگاڑ کا بنیادی ذریعہ ہے کہ وہ ادھر ادھر سڑکوں چوراہوں پر بے مقصد گھومتے پھریں، اپنے آپ کو مشغول رکھنے سے انسان بہت سی لایعنی کاموں اور انحراف سے محفوظ رہتا ہے، اسلام کھیل کود اور جائز تفریحات سے منع نہیں کرتا، مگر یہ تعلیم دیتا ہے کہ بچوں کو وقت کا پابند بناؤ، سونے جاگنے، کھانے پینے کا شیڈول بناؤ، ان کے زیادہ تر اوقات کی نگرانی کرو، سماج میں پھیلی ہوئی آلودگی سے حفاظت کا یہی ذریعہ ہے، مساجد کے حلقات، تربیتی کیمپس، دروس ومحاضرات کی مجلسوں سے جوڑو، بچوں کے سامنے زندگی کا مقصد واضح کرو، امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ,,**نفسک ان لم تشغلها بالحق شغلتک بالباطل**،، اپنے نفس کو اگر حق کے ساتھ مشغول نہیں رکھوگے تو باطل کے ساتھ مشغول ہوجاؤگے،، سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ,,**ان اللیل والنهار یعملان فیک فاعمل فیهما** ،رات اور دن تمہارے متعلق اپنا کام کررہے ہیں تم ان دونوں میں اپنا کام کرو، امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ایسی قوموں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی اوقات پر اتنے حریص ہوتے تھے جتنی کہ تم اپنے درہم ودنانیر پر ہوتے ہو، لہذا اگر والدین اپنے بچوں کو بگاڑ وفساد سے بچانا چاہتے ہیں تو انہیں بے مقصد ادھر ادھر پھرنے کا موقع نہ دیں۔

۴) والدین کا آپسی اختلاف: لڑنا جھگڑنا، گالی گلوچ، روزآنہ مار پیٹ کا بھی بچوں پر برا

اثر قائم ہوتا ہے، بچوں کے درمیاں عدل وانصاف سے کام لینا چاہیے، یہ چیز بھی بچوں کے درمیان بغض وحسد کی آگ بھڑکانے کا ذریعہ بنتی ہے، جیسا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، جس میں ان کے والد نے صرف انہیں ایک غلام دیا تھا، نبی کریم ﷺ نے اس پر گواہ بننے سے انکار کردیا اور فرمایا یہ ظلم ہے، (بخاری): اولاد کے فساد وبگاڑ کی ایک وجہ: والدین کی بے جا سختی، بچوں کی تحقیر وتذلیل، گالی گلوچ، جو بچے کی طبیعت پر اثر انداز ہوتی ہے، اور یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اس کی اپنی کوئی عزت اور حیثیت نہیں ہے جس کے نتیجے میں بچہ والدین سے دور ہونے لگتا ہے، نافرمانی کے جذبات کو ہوا ملتی ہے، پھر آہستہ آہستہ اس برے سلوک سے بچہ ٹوٹ جاتا ہے، گھر سے بیزار ہوکر باہر کی وقتی ہمدری کو قبول کرلیتا ہے، اور زیادہ تر وقت باہر گذارنے لگتا ہے، اور اس طرح والدین کی شفقت ومحبت سے محرومی اس کی شخصیت پر برا اثر ڈالتی اور فساد وبگاڑ کا ذریعہ بنتی ہے،

نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور سلف صالحین کا انداز تربیت ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ ہے، رسول اللہ ﷺ کبھی تو عمرو بن ابی سلمہ کو تعلیم دیتے ہیں: بیٹے! بسم اللہ کہہ کر کھانا کھاؤ، داہنے ہاتھ سے کھاؤ، اور جو تمہارے سامنے ہے وہاں سے کھاؤ (بخاری: ۵۳۷۶) کہیں حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو صدقے کا ایک کھجور منہ میں ڈالنے پر منع کرتے ہیں،، (بخاری: ۱۴۹۱) حجۃ الوداع کے میدان میں فضل بن عباسؓ کے چہرے کو اس وقت پھیر دیتے ہیں جب وہ خشعم قبیلے کی ایک عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ ان کی طرف دیکھنے لگی (بخاری: ۱۵۱۳) کہیں عبداللہ بن عباسؓ کو (جو دس بارہ سال کے بچے ہیں) عقیدہ توحید کے بنیادی مسائل سکھارہے ہیں، مانگو تو اللہ سے مانگو، تقدیر پر ایمان رکھو،، (صحیح الجامع: ۷۹۵۷) سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ اپنے بچوں کو نبی کریم ﷺ کے مغازی کی تعلیم دے رہے ہیں،، سیدنا عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں: اپنے بچوں کو تیرا کی، تیر چلانا اور گھوڑسواری کی تعلیم دو،، امام راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں: منصور نے بنو امیہ کے کچھ لوگوں کے پاس جو قید تھے، قاصد بھیجا کہ تمہیں یہاں سب سے زیادہ کون سی چیز گراں گزرتی ہے، کہا: ہماری اولاد کا تربیت سے محروم رہ جانا ہم پر سب سے زیادہ گراں گزرتی ہے،،

اس دور پرفتن میں ہر والدین کو سنجیدگی کے ساتھ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی فکر کرنے کی اشد ضرورت ہے، اللہ تعالی ہم سب کو یہ ذمہ داری سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین

والدین کے کندھوں پر امانت ہیں

البر فاؤنڈیشن

۱، ونجارا مینسن، گن پاؤڈر روڈ، مجگاؤں، ڈاکیارڈ روڈ، ممبئی۔۱۰

موبائل: Cell : 09769403571 / 09987021229

ای میل: albirr.foundation@gmail.com

ویب سائٹ: www.albirr.in